292- سود سے نفع حاصل کرنا

سوال

میرا یہ سوال ان بہت سے محتاج اور ضرورتمند مسلمانوں کے بارہ میں ہے جو تعلیمی فیس نہ ہونے کی بنا پر سکولوں سے نکال دیے جاتے ہیں، ان میں سے بہت سے اشخاص کے پاس بنک میں فائدہ کے ساتھ اکاؤنٹ ہے، لیکن وہ حرام ہونے کی بنا پر اسے استعمال نہیں کرتے.

ہم میں کسی ایک کو اس فائدہ کا کیا کرنا چاہیے؟ کیا وہ یہ فائدہ بنک کے لیے چھوڑ دے، یا وہ اسے کسی معاہدہ کرنے والے غیر مسلم کو دے کر استعمال کرلے؟

میری گزارش ہے کہ مطمئن کرنے والے دلائل سے نوازیں.

یہ سوال بہت اہم اور اس کا جواب جلد دیں، کیونکہ تعلیمی ٹرم شروع ہو چکی ہے اور فیس نہیں ہے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ والصلاة
والسلام علی رسول اللہ محمد وآلہ وصحبہ وبعد :

سب تعریفات اللہ مالک الملک کے لیے
ہیں، اور اللہ تعالی کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد :

کینیا میں نیروبی کے قاضی عزیز بھائی
شیخ علی دارانی حفظہ اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :

وبعد :

ای میل کے ذریعہ آپ کے ملک میں محتاج
اور ضرورتمند طالب علموں پر سودی مال صرف کرنے کے جواز کے متعلق آپ کا ارسال کردہ
سوال ملا، اس کے جواب میں جو کچھ اہل علم نے ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے :

جس کسی کے پاس بھی حرام مال ہو اسے
اس مال سے چھٹکارا اس طرح حاصل کرنا چاہیے کہ نہ تو وہ خود اس سے کوئی نفع حاصل کرے

اور نہ ہی اپنی کسی مصلحت کے حصول میں صرف کرے، مثلا کھانا پینا، یا رہائش اور اہل وعیال کا خرچہ، یا تعلیمی اخراجات، اور نہ ہی اسے اپنے آپ سے نقصان اور مضرت کے خاتمہ یا اپنے اوپر ہونے والے ظلم کے خاتمہ پر صرف کرے، مثلا: جبرا عائد کردہ انشورنس، یا ہر قسم کا ٹیکس اور تاوان، اور اس مال کو نکالتے وقت اس سے چھٹکارے کی نیت ہونی چاہیے نہ کہ صدقہ وخیرات کی کیونکہ اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے.

اور جس میں سودی مال صرف کیا جا سکتا ہے، وہ ہر قسم کی خیر و بھلائی کے کام ہیں، مثلا فقراء و مساکین کو دینا، اور محتاج اور ضرورتمندوں کے علاج معالجہ کے اخراجات، اور اسی طرح مجاھدین اور تنگ دست مقروض لوگوں کی چٹی پر، اور اسلامی مراکز کے کاموں میں، اور عام فائدہ کی مرمت وغیرہ پر مثلا بیت الخلاء، اور مساجد، اور راستے، اور اس طرح کی دوسری اشیاء.

اس مال کو ضرورتمند اور محتاج طالب علموں کے تعلیمی اخراجات پر صرف کرنا بھی اسی میں شامل ہوتا ہے جس کا بیان سابقہ سطور میں گزر چکا ہے، اگرچہ یہ تعلیمی ادارے کفار کے تابع ہی کیوں نہ ہوں اور ان میں تعلیم مباح اشیاء کی ہو.

اور حرام مال کمائی کرنے والے شخص کے لیے تو حرام ہے، لیکن جسے یہ مال بطور عطیہ دیا جائے تو اس کے لیے اس مال سے استفادہ کرنا جائز ہے، اور یہ اسے ضائع شدہ مال شمار کیا جائے گا جس کا کوئی مالک نہ ہو.

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو خیر و بھلائی کے کام کرنے اور دین کی مدد و نصرت اور مسلمانوں کی معاونت کرنے کی توفیق عطا فرمائے.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.